International Advance Journal of Engineering, Science and Management (IAJESM)
ISSN -2393-8048, January-June 2022, Submitted in March 2022, iajesm2014@gmail.com

کشمیر میں اردو شاعری کی نسائی حسیت۔ نظم گو شاعرات کا تفصیلی جائزہ

عابدہ گُلزار۔ ریسرچ اسکالر، سنرائز یونیورسٹی الور راجاستھان
ڈاکٹر سید آصفیہ سید زکریا۔پروفیسر سنرائز یونیورسٹی الور راجستھان

تعارف

اس تحقیقی کام میں محقق نے کچھ کشمیری خواتین مصنفین کا انکشاف کیا ہے، جنھوں نے کشمیر کی شاعری میں بہت زیادہ حصہ ڈالا ہے۔ کشمیر کے نام سے ہم سب واقف ہیں، کشمیر جو ہندوستان کا تاج سمجھا جاتا ہے اور کشمیر کی صوفیانہ موسیقی جو پوری دنیا میں مشہور ہے۔ لوک موسیقی ہو یا صوفیانہ موسیقی کی دونوں شکلوں میں کشمیری ادیبوں کا حصہ برابر رہا ہے۔ کچھ مشہور خاتون ادیب ہیں، جن کا نام آج بھی کشمیر کے بچوں کی زبان پر ہے، چاہے وہ ان کی شاعری ہو یا ان کی ذاتی صورت۔ ان کی شاعری کو "واق" کہا جاتا تھا، واخ کا مطلب ہے جو بولی جاتی ہے، میں نے اس تحقیقی کام میں ان مشہور خواتین شاعروں کے بارے میں ان کی ذاتی شکل اور مصنفہ کی حیثیت سے لکھا ہے۔

ریاستی شعری منظرنامے پر کئی شاعرات کے نام ابھر کر سامنے آئے جنھوں نے صنفِ غزل ہی کو وسیلہ اظہارِ ذات بنایا لیکن صرف نظم کی طرف زیادہ توجہ نہ دی۔ ایسی شاعرات میں شبنم عشائی، رخسانہ جبین، نزنم ریاض، نسرین نقاش، پروین رابہ کے علاوہ کئی دیگر خواتین شاعرات کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ تمام شاعرات بہت مشکل فلسفیانہ مضامین کو شاعری کے عروج کے لئے لازمی تصور نہیں کرتی بلکہ اپنے تمام تر تجربات ہلکے پھلکے انداز میں پیش کرتی ہیں۔ یہ شاعرات عورت کے نرم و نازک احساسات کو ابھارنے میں کامیاب نظر آتی ہیں اور ان کی اکثر نظموں میں عام گفتگو اور مکالمے کا انداز بہت ہی جامعیت کے ساتھ نظر آتا ہے۔ سب کے ہاں مختصر نظموں کا تناسب زیادہ ہے۔ وہ اپنے موضوع کے انتخاب میں محتاط نظر آتی ہیں۔ وقتی اور ہنگامی نوعیت کے موضوعات برتنے میں بھی انہوں نے پہل کی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تمام شاعرات عصر حاضر سے لا تعلقی نہیں برتیں۔ اپنے ذاتی انتشار اور خارجی آلام و تصادم کے باوجود ارد گرد کے ماحول سے بے خبر نہیں رہتیں۔ اکثر نظموں میں جذباتیت اور شدت احساس کی عکاسی ملتی ہے۔

زمانہ قدیم سے ہی شعرا کے ہاں مسرت و انبساط اور جان و مال کے جذبات پہلو بہ پہلو رہے ہیں۔ جہاں تک ریاستی علم کو شاعرات کا سوال ہے تو یہاں بھی یہی کیفیات کی ترجمانی ملتی ہے۔ مجموعی طور پر موضوعات کے حوالے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ متنوع اور جامع موضوعات کو نظم کے پیرائے میں ڈھالنے کی کامیاب کوششیں ہوئی ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان شاعرات نے عورت کے وجود، اس کی حثیت اور ذہنی و نفسیاتی پیچید گیوں اور مطالبوں نیز خاموشیوں کو قوت گویائی عطا کی ہے۔ شخصی تجربوں کی آڑ میں انہوں نے معاشرے میں زندگی کرتی ہر عورت کے نہاں خانے سے صد ہا سال سے پڑے پردے اُتھائے ہیں۔ نہایت ذمہ داری اور فہم و فراست کے ساتھ سے نظریات،نئے تصورات پیش کئے ہیں،یہ نہج، یہ لے جدید شاعرات کے ہاں پوری شدوں کے ساتھ کار فرما ہے، کہیں بلند آہنگی کے ساتھ تو کہیں دبے دبے لفظوں میں اس کا اظہار ہوا ہے۔غرض اس نسوانی سوز کی دردمندی کا اظہار ایک مستقل کیفیت اختیار کر گیا ہے اور وقت کی تبدیلی کے ساتھ اس میں معنی خیری در آئی ہے۔ صرف اظہار کے پیرائیوں اور شدتوں میں نمایاں فرق نظر آتا ہے جس کا انداز درج ذیل نظم کے اشعار میں کیا جا سکتا ہے۔ شبنم عشائی کی نظم پیش ہے

تُمہاری رضا کو لوگ
میری خطا کہتے ہیں
میرے ہاتھوں سے وہ پوشاک
چھین کی گئی
جو میں پہننے والی تھی
اور پہنی ہوئی پوشاک
میں اُتار چکی تھی
میرے سارے آنے والے موسم
سارے منسوخ کردئے گئے تھے
میں نے کوئی احتجاج نہیں کیا
اپنا سر تسلیم خم کر دیا
مُجھے اتنی ایذا دی گئی
کہ ارمانوں کا ریشم کاتنا
اب میر برداشت سے باہر ہے
اور پھر موسم منسوخ نہ ہوتے
پھول ریشم بٹورے
میری عریانی ڈھک جاتی
تُمہاری تابعداری میں
میں نے اپنی مٹھی کبھی کھول کر نہیں دیکھی
کون اپنے خواب

کُچھ اہم اور ناماوار شاعرات کی تفصیلی جائزہ اور اُن کی شاعری کی جھلک

نصرت آرا چودھری

نصرت آرا چودھری ایک خوش مزاج اور نرم گفتار شاعرہ ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے تحقیق و تنقیدی کام کے باعث بھی ادبی حلقوں میں اپنی ایک پہچان بنا چکی ہیں۔ نصرت آرا چودھری کے کلام کا مجموعہ"ہتھیلی کا چاند" کتابی صورت میں دستیاب ہے،جس میں زیادہ تر ان کی غزلیں اور آزاد نظمیں شامل ہیں۔ ایک خاتون ہونے کی حیثیت سے ان کی غزلیں اور نظمیں زیادہ تر نسوانی جذبات و احساسات سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے نزدیک عورت ہر حال میں قیدی ہے جو ایک قید خانے سے دوسرے قید خانے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ نصرت چودھری کی نظموں میں ایک تنوع اور پرکشش انداز موجود ہے۔" تھیلی کا چاند "، "زندگی" "خوقریبی"اور "خالی کلائی"ایسی جاندار نظمیں ہیں جو انسانی زندگی اور اس کی نفسیات کو آشکار کرتی ہیں۔ ان نظموں کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ قاری سے ہمکلام ہوتی ہیں اور زندگی کے نگار خانے کی سیر کراتی ہیں۔ وقت کا پہیہ کس طرح معصوم خواہشوں اور مچلتے ارمانوں کو روندتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے یہ اور اس طرح کے لئے سوالات کے جوابات نصرت کی مذکور و نظلموں میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی نظموں میں نسوانی کردار کی شکست وریخت کو نظمایا گیا ہے۔ "خالی کلائی" نظم میں نُصرت َکا خیال ہے:

اس رات ہی میں سوئی تھی
نہ جانے رات کے کس پہر
ایک کیڑا میرے بدن کے اندر سر سرانے لگا
وہ بدن سے نکل کے
سارے جسم پر رینگنے لگا
میں ڈر گئی
بدن کے مساموں سے ایک بے چین لہر اُٹھی
پھیلتی ہوئی چکراتی ہوئی
اور میں خوف سے پگھل کر
ایک سمندر بن گئی
ایک بیکراں سمندر
مگر وقت کے اجنبی ساحل پر
جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا
میری کلائی خالی تھی
نہ جانے کس پل
میری چوڑیاں ٹوٹی تھیں
اور اب میں اپنی خالی کلائی کو دیکھ کر
سوچ رہی ہوں
چوڑیاں ٹوتی ہیں تو بدنامی کا
سبب بنتی ہیں
یا اس سے کئی خوبصورت ان کہی کہانیاں جنم لیتی ہیں
اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے
یہ ٹوٹی چوڑیاں
سل میں اُتر جاتی ہیں
اور خالی کلائی
اپنے زخموں کا بھی شُمار نہیں کر پاتی

روبینہ میر
جموں و کشمیر کے شعری افق پر حالیہ برسوں میں ایک ایسی شاعرہ نمودار ہوئی ہیں جس کا شعری سفر دہائیوں کو محیطنہیں ہے۔ بلکہ کل چار برس اور کچھ ماہ پر پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس کی زرخیز تخلیقی ذہنیت نے ریاست کی خواتین اردو شاعری کے باب میں نہ صرف اپنے نسوانی جذبات و احساسات سے اضافہ کیا ہے بلکہ سماج کے تقریبا تمام پہلووں کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ ہماری مراد "روبینہ میر" ہے۔ موصوفہ ضلع پونچھ اور راجوری کی واحد خاتون ہیں جو اردو شعر و شاعری کے ذریعے اپنے آپ کو ادبی حلقوں میں متعارف کروانے میں کامیاب رہی ہیں۔ ان کا پہلا شعری مجموعہ" آئینہ خیال " کے نام سے ۲۰۱۳ ؁ء میں چھپا۔ جس میں ان کی غزلیں اور زیادہ تر آزاد نظمیں شامل ہیں۔ جہاں تک رو بینہ میر کی نظمیہ شاعری کا تعلق ہے۔ ان کی آزاد نظمیں اپنے موضوع اور شعری اسلوب کی بنیاد پر خاصی دلچسپ، سبق آموز اور بہت حد تک عصری مسائل و معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دراصل عصری سماج کہ جس میں سائنسی مشینی اور کمرشل کلچر کا عفریت انسان کی اخلاقی اور روحانی قدروں کو تہس نہس کر رہا ہے۔ ایسے تشویشناک ماحول میں امن وسکون کی راہیں تلاش کرنا اور ان تمام فریب کاریوں کی مذمت کرنا کار خیر ہی سمجھا جاتا ہے۔ جن کے باعث زندگی مفلوج ہو کے رہ گئی ہے۔ روبینہ میر نے اپنی چھوٹی چھوٹی آزاد نظموں میں سماجی برائیوں پر گہر ا طنز کیا ہے۔ انہیں اس بات کا شدید احساس ہے کہ نئی نسل جس ڈگر پہ جارہی ہے۔ وہ گمراہ کن ہےمثلا روبینہ میر کی ایک نظم "ملیریا نہیں لوبریا" میں انہوں نے ہمارے جدید معاشرے کی ایک تلخ سچائی کو بڑے طنزیہ ورمز ایہ انداز میں ایک جگہ اس طرح بیان کیا ہے:

ڈاکٹر

آج پھر وہی
بے چینی بے قراری
ذہنی دباو
سر میں چکر
خون کی جانچ بھی کروائی
مگر رِپوٹ ایکدم صاف
آپ کو ملیرا تو نہیں............؟
جو خون کی جانچ کروائی ہے
تو پھر کیا ہے ڈاکٹر؟
آپ کو تو لویریا ہے
اُف....................
ڈاکٹر وہ کیا بیماری ہے.........؟
دیکھو گبھرانے کی ضرورت نہیں
سائنس دانوں کی تحقیق سے معلوم ہوا
کہ دُنیا میں ہر تیسرے بندے ہو یہ بیماری ہے
کیونکہ
اس بیماری کے بیکٹیریا ہر جگہ پائے جاتے ہیں
ڈاکٹر
کیا یہ کوی زہریلے مچھر کے کاٹں ے سے ہوتا ہے
نہیں بے وقوف........
یہ بیکٹیریا صرف
انسانوں کے اندر ہوتے ہیں
وہ بھی
کسی کی آنکھ میں
کسی کی ذات میں
کسی کی بات میں
کسی کے ساتھ
ڈاکٹر
اس کا علاج.........؟
بہت مُشکل........
ہاں
ایک صورت میں
ہوسکتا ہے
وہ کیسے؟
اگر وہ شخص مل جائے

شبنم عشائی

نظم کے حوالے سے شبنم عشائیؔ وہ نام ہے جو بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ نہایت انہماک اور تب و تاب کے ساتھ نظم گوئی میں مصروف ہیں۔ وہ فلاسفی کی طالبہ رہی ہیں لیکن اپنی نظموں میں خشک فلسفیانہ موشگافیوں کا اظہار نہیں کرتی۔ اور نہ ہی اپنی زباں کو ادق بنانے کی کوشش کرتی ہیں بلکہ سادہ اور سلیس زبان میں اپنے احساسات کو زبان دیتی ہیں۔ ہندی کے الفاظ کا استعمال ان کی نظموں کی چاشنی کو دوبالا کرتا ہے۔ اس Protagonist کبھی میرا بائی کا روپ اور کبھی للِ عارفہ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ ان کی نظموں کا قسم کی کیفیت شبنم کی نظموں کو نہ صرف ارفع بنا دیتی ہے بلکہ ایک صوفیانہ شیخ عطا کرتی ہے۔ دراصل ان کی شاعری ذات کی معرفت کا ایک وسیلہ ہے۔ شبنم اپنی نظموں میں زندگی کی پامالیوں سے مسلسل مصروف جنگ رہتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کا شعری وجود بھٹکنے کے بجائے تفکر کی حقیقی روشنی میں میلوں کی مسافتیں طے کرتا ہے۔ نظموں میں اُن کا باغیانہ لہجہ اور احتجاج مکمل تمکنت اور وقار کے ساتھ روشن ہے۔ ان کے ہاں جو اعتدال اور توازن کا فطری عمل موجود ہے۔ وہ ان کے کلام کو ایک وقار اور مجید کی عطا کرتا ہے۔اور ان کا فن باقی ہم عصروں سے ممتاز اور منفر د نظر آتا ہے۔ وہ بڑے ہی نظر آمیز لہجے میں اپنے لئے موضوعات کا انتخاب کرتی ہیں۔ جہاں ان کے کلام میں جدیدیت کا اثر نمایاں ہے، وہیں مابعد جدیدیت کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ ان کی نظموں میں یاسیت،محرومی اور شکستگی کا سایہ نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تلخی اور درشتی قنوطیت کی سرحد نہیں چھوتی۔ وہ زندگی سے گرچہ مطمئن اور آسودہ نظر نہیں آتیں، تاہم زندگی کے تئیں ان کا انکار یہ لہجہ Confidence Level نہیں ہے۔ وہ زندگی کرنے کے گھر سے واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اکثر نظموں میں کے مراحل سے وہ دکھوں کو تراش تراش کر جس آسانی سے مجسمہ Creativity اپنے عروج پر ہے۔ یہاں تک کہ سازی کرتی ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ ان کے ہاں ہر کیفیت کی عکاسی ملتی ہیں۔ خود سپردگی بھی ہے، تکرار بھی اقرار کے ساتھ انکار بھی، ہجر کے پر آشوب لمحات اور وصال کے زمز سے تمام شیخی احساسات کے ساتھ نظر

9828015814
SHRADHA EDUCATIONAL ACADEMY

آتے ہیں۔ شینم ریاست کی وہ منفر د شاعرہ ہیں جن کی نظموں کی گونج سرحدوں سے پرے سنائی دیتی ہے۔ ان کی نظموں کے حوالے سے اس بات کی تصدیق کی جاسکتی ہے کہ وہ فقہ اعظم اور اعظم کی شاعرہ ہے۔اس با وقار اور لاجواب اور منفرد شاعرہ کی کُچھ نظمیں یہاں پیش کرنا مُناسب سمجھتی ہوں:

۱ـ آدھی رات
کوئی میری زمین پر اُترتا ہے
روشنیاں بکھیرتا
جُھلستی دھوپ میں سایہ بن کے
پھیل جاتا ہے
دُنیا کی بھیڑ میں
وہ کتنا نمایاں ہے

۲ـ وہ جب پیدا ہوئی تھی
اس کے کانوں میں
تابعداری کی اذان دلوا دی گئی تھی
جب سے اب تک وہ
تابعداری کرتی رہی

۳ـ ہوا سے پوچھتی ہوں
ہوا میری رہائی کی تاریخ بھول گئی ہے
مُجھے اتنا یاد ہے
کہ سارے کرب میری ذاد تک محدود ہیں

رخسانہ جبین

رخسانہ جبیں ریاست کی ایک اہم شاعرہ ہیں وہ گزشتہ کئی دہائیوں سے صنفِ غزل کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں مگر ان کی نظمیں بھی اہمیت کی حامل ہیں جن کے انگ و آہنگ سے شاعرہ کے طبعی رجحان اور میلان کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی اکثر نظمیں خاصی منفرد اور نئی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ موضوع، لفظیات اور طرز ادا کے معاملات میں نہایت ہی احتیاط سے کام لیتی ہیں۔ رخسانہ ایک منجھی ہوئی شاعرہ ہیں اور وہ یہ بھی جانتی ہیں، کہ نظم اور غزل کے اپنے الگ الگ تقاضے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جدت، موسقیت اور غنائیت کے بغیر شاعری بے روح ہو جاتی ہے۔ جہاں وہ اکثر نظموں میں مایوسی، اداسی اور بے اطمینانی کا اظہار کرتی ہیں وہیں وہ ایک مضبوط وجود کے ساتھ زمانے کی تمام ناسازگار حالات کے مد مقابل کھڑی رہتی ہیں۔ جس سے رخسانہ کی اکثر نظموں میں ایک ایسے کردار کا جنم ہوتا ہے جو نہ صرف ان کے لئے راستے تعین کرتا ہے بلکہ نورِ آگہی کے اس مقام تک اُن کیرسائی ممکن بنا دیتا ہے جو کسی بھی فنکار کے لئے سدرۃ المنتہی کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کی نظموں میں---- لذت دید اور سفید موسم وغیرہ خاص ہیں۔ نیچے رخسانہ جبین کی ایک نظم پیش ہے:

ـہ بہت دنوں سے نہ چڑھتے دیکھا
نہ ڈوبتے ہی
اسے کسی نے
وہ جس کے پر تو سے سبزہ ہے مخملیں
تو برگ گلاب رنگیں
طرح طرح کے ثمراہی کے طفیل شریں
وہ جس کے ہونے سے دن منور تو سب معطر
ہر ایک لمحے کا ہے وہ محسن
ہر ایک ذرے کا سرنگوں
اس کے سامنے ہے
خزینہ قوت بے پناہ وہ حسنِ فطرت کا ایسا سر چشمہ
جس کا کوئی نہ آئینہ ہے
کئی دنوں سے خفا ہے مجھ سے

ترنم ریاض

یہ وہ شاعرہ ہے جس کا نام بہت ہی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ترنم ریاض غزل گوئی کے ساتھ ساتھ نظم نگاری بھی کرتی ہیں۔ اُن کی کئی نظمیں لکھی ہیں جو اپنے وقت پر بہت کامیاب رہی ہیں۔ اُن کی نظموں میں مشرقی ماحول کی پیدا کردہ نسوانی فکر کی روایت کے رنگ صاف دِکھتے ہیں۔ رشتوں کی پامالے، سکونِ قلب کی تلاش، شب کی سیاہی میں بے خوابی کا منظر، ذات کی گُم گشتگی کے علاوہ عصری مسائل پر شاعرہ، رنجیدہ دل ہوکر اظہارِ خیال کرتی ہیں۔ اُن کی نظموں مین نئی کیفیت اور تازہ مفاہیم کے درد نظر آتی ہیں۔ اکثر شاعرات کی طرح ترنم ریاض بھی ابہامِ علامت اور دبیز تہوں سے اجتناب ضرور کرتی ہیں۔ لیکن کُھل کے اظہار مدعا بھی کرتی ہیں۔ اُن کی نظموں میں نسوانیت کا پردہ ضرور حائل رہتا ہے۔ اُن کی نظموں کا خاصا نازک احساسات کا اظہار ہے۔ ترنم ریاض کیمثال کردہ ایک نظم"بصیر و سمیع" پیش ہے:

ـہ ترا جہان، یہ انسان، اس کی صناعی
تراش کر ترے پتھر۔ شجر، ندی، رستے

سجائی ہیں تری گیتی کی کا کلیں اس نے
اسی کی سوچ ہے اس کو اُجاڑنے میں بھی
کہ ذہن اسے کرتی اشرف ا لمخلوق نہ سے
نہ ہاتھ اپنے یہ بربادیوں سے ہوں رنگتا
قیام رہتا مسلسل جو اس کا غاروں میں
تو صاف رہتی فضا، یہ زمین، ییہ پانی
جہاں کی عمر درازی کی ہم دُعا کرتے،
تو توُ قبول بی کرتا اسے بصیر و سمیع

نسرین نقاش

نسرین نقاش بنیادی طور پر غزل گو شاعرہ ہیں۔لیکن اُن کی نظمیں اس لحاظ سے قابل غور ہیں کہ ان کی تپش جسم کو فقط ٹھٹھرن دور کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ روح کر ہلکی ہلکی سینک بخشتی ہیں۔ ان کی نظموں کا موضوع جہاں حسن کا ئنات ہے،وہیں عورت کے تمام تر مسائل ان کی نظموں میں ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ موسم موسم کہانیاں، دو کنوارے ہاتھ، صلیب، بیری ساون ان کی خاص نظمیں ہیں۔ اُن کی نظموں میں ایک مخصوص زاویہ اور مخصوص مزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔جو فکری نظام ان کی نظموں میں ابتداء میں وضع ہوتا ہے وہ اس کو اخیر تک قائم رکھنے کی سعی کرتی ہیں۔ نسرین کی نظموں میں کم و بیش وہی صورت حال ہے جو اُن کی باقی ہم عصر شاعرات کے ہاں ملتی ہے۔ ایسے حالات میں شعری علائم اور تلازمے منفرد نہیں ہو سکتے بلکہ بھیڑ میں گم ہو جانے کے خدشات لاحق رہتے ہیں۔ لیکن جہاں نسرین کی نظموں کا ڈکشن منفرد ہے وہیں اسلوب کی سادگی، خلوص اور دل آویزی ان کی نظموں کا خاصا ہے۔ اُن کی ایک نظم "امن کے دیوتا" کا ایک حصہ مثال پیش ہے:

اے دیوتا ے
ہمیں آشیرواد دے
کہ ہم اپنی عمارت سے اینٹیں نہ نکالے
اور امن کا سفید کبوتر چھت کی منڈ یر پر بیٹھا
اپنے پر سکھاتا تھا

خُلاصہ

اس ریسرچ پیپر میں دئے گئے کُچھ شاعرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ اُن کی شاعری کا وجود اور اُن کا شاعر ی میں اپنا کردار پور طرح دِکھایا گیا ہے۔ یہ وادی کی کُچھ ایسی شاعرات ہیں۔ یہاں اس کے علاوہ بھی بہت ساری او ر مانی جانی والی شاعرات پائی جاتی ہیں اور اس کے علاوہ نئی نئی شاعرات منظر عام پر آرہی ہیں جہ نہ صرف اپنی شاعری میں کمال دکھاتی گئی ہیں بلکہ مرد شعراء کے شانہ بہ شانہ شاعری میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کر چُکی ہیں.

الغرض یہ مختصر جائزہ تنقیدی اعتبار سے کوئی بڑا اضا فے نہ ہو۔ البتہ خواتین شاعرات کے تذکرے کے طور پر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ چونکہ اس صنف میں خواتین کا حصہ بہت زیادہ نہیں ہے مگر امید ہے کہ آئندہ آنے والے دور میں مزید شاعرات اپنے داخلی و خارجی تجربات کو بروئے کار لا کر صنف نظم کو مالا مال کریں گی اور اپنی حسیت، آگہی اور ذہنی بالیدگی کا ثبوت فراہم کریں گی۔

REFERENCES

1. Vina Mathur. The role and position of women in the social, cultural and political life of Kashmir, 1985, Doron Publication Jammu.
2. Somnath Dhar, Jammu and Kashmir, National book trust India New Delhi, 1899.
3. Zafar Hydri, Radio in Kashmir, Hydri publication Lacknow, 2001.
4. Manzoor Fazili. Cultural glimpses of Kashmir, Gulshan publishers Srinagar, 2002.
5. Altaf Niyaz, Music and Melody, Ayman & Burhan Publications Hajin Kashmir.
6. Kalla KL, Lalla Rookh. The Glorious Heritage, Gulshan books Residency Road, 2007.
7. Radio Kashmir Srinagar, Drama log books, 1961-1987.
8. Deena nath nadim, bhombar yemburzal is the fist opera in Kashmir, 1953.
9. Abdul qadir sarwari, Kashmir mein urdu, 1984.
10. Hamidi Kashmiri some impression, an article, greater Kashmir, 1993. 11. chatterji PC. The adventures of Indian broadcasting.
11. Zafar hyderi, radio in Kashmir, 2001.
12. Ibid. mohamad maqbol,s article sufiana mausiki k baaz sarkarda asatiza.
13. Luthra HR. Indian broadca casting, 301